نمبر ۸۱ | ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۶ جنوری ۱۹۳۵ء | جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ۳ جنوری بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ تا حال بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

۳ جنوری۔ دس بجے صبح قصرِ خلافت میں تمام کارکنانِ جلسہ سالانہ کو جمع کیا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان سب کے لئے لمبی دُعا فرمائی بعد ازاں ہر ایک کارکن کو شرفِ مصافحہ بخشا۔

نہایت ہی رنج و افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ جناب پیر سراج الحق صاحب سرساوی نعمانی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہایت ہی پُرانے اور مخلص صحابہ میں سے تھے۔ چند روز بیمار رہنے کے بعد بعمر اسّی سال ۴ جنوری بعد دوپہر انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم نہایت خوبیوں کے مالک تھے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ انہیں جنت الفردوس میں بلند مقامات عطا فرمائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

عید الفطر کے متعلق ضروری مسائل

۱۔ عید کے دن غسل کرنا۔ اچھے کپڑے پہننا۔ اور خوشبو لگانا سنتِ نبوی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیشہ اجتماع کے مواقع پر خصوصیت سے اس بات کا خیال رکھتے تھے۔ کہ بشاشت پیدا کرنے ہوا کی صفائی اور غلاظت کے بد اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے خوشبو لگائی جائے۔ عمدہ کپڑے پہنے جائیں۔ اور غسل کیا جائے۔

۲۔ عید گاہ میں آتے اور جاتے وقت تکبیر کہنا مستحب ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ اللّٰہ اکبر۔ اللّٰہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر۔ اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد۔

۳۔ اگر ہو سکے۔ تو جس راستہ سے نمازِ عید پڑھنے جائیں۔ واپسی کے وقت اسے چھوڑ کر اور راستہ اختیار کیا جائے۔

۴۔ عید کی نماز میں مرد و عورت سب کو شامل ہونا چاہیئے بلکہ عورتوں کے متعلق تو یہاں تک تاکید ہے۔ کہ وہ عورتیں جو نماز میں بوجہ نسوانی معذوری کے شامل نہیں ہو سکتیں۔ وہ بھی عید گاہ میں جائیں۔ گو نماز میں شامل نہ ہوں لیکن تکبیر کہنے اور دعا میں مانگنے میں وہ بھی شریک ہوں۔

۵۔ عید الفطر کے متعلق یہ پسندیدہ بات سمجھی گئی ہے۔ کہ نماز پر جانے سے پہلے انسان کچھ کھا پی کر جائے۔

۶۔ نمازِ عید شہر یا قصبہ سے باہر ہونی چاہیئے۔ لیکن اگر بارش وغیرہ کا عذر ہو۔ تو مسجد میں بھی ادا ہو سکتی ہے۔

۷۔ عید کی نماز میں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہنی چاہئیں۔

۸۔ نماز کے بعد خطبہ پڑھنا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ نماز کے بعد لوگ خطبہ بھی پوری توجہ سے سُنیں۔

۹۔ ایک اہم مسئلہ صدقۃ الفطر کا ادا کرنا ہے۔ یہ صدقہ چونکہ غرباء کے کام آتا ہے۔ اس لئے عید کی نماز سے پہلے جمع ہونا چاہیئے۔

تحریک جدید کے متعلق بعض ضروری ہدایات

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تحریک جدید کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل اعلان کئے جاتے ہیں احباب ان کی پابندی فرمائیں:۔

(۱) تحریک جدید کا سال جنوری ۱۹۳۵ء سے شمار کیا جائیگا

(۲) مطالبہ نمبر ۲ کے ماتحت جن احباب نے "امانت جائداد" میں رقم ادا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے ان کی موعودہ رقم ماہ جنوری ۱۹۳۵ء میں وصول ہونی چاہیئے۔ اور آئندہ ماہوار تین سال تک متواتر داخل ہوتی رہے۔ ایسی رقوم جو جماعتوں کے ذریعہ ادا ہوں۔ ان کی تفصیل ساتھ آنی ضروری ہے۔ کیونکہ ایسے امانتاً احباب کا اسم وار کھاتہ مرکز میں رکھا گیا ہے:۔

(۳) جن احباب نے مطالبہ نمبر ۳-۴-۵-۶ میں وعدہ فرمایا ہے۔ اور جنوری میں سالم رقم یا اس کی قسط کی ادائیگی کا وعدہ کیا ہوا ہے وہ رقوم ادا کرکے ثواب حاصل فرمائیں:۔

مرکز میں چندہ تحریک جدید کا ایک مجموعی کھاتہ رکھا جائے گا۔ جس میں ہر ایک جماعت کا وعدہ درج ہوگا۔ اور وقت پر وصول نہ ہونے والی رقوم کا مطالبہ کیا جاتا رہیگا:۔

(۴) جن جماعتوں یا افراد نے اب تک کوئی وعدہ نہیں کیا۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اپنی جماعت کا فارم چندہ تحریک جدید یا معمولی کاغذ پر فہرست مکمل کرکے ۱۵۔ جنوری ۱۹۳۵ء سے پہلے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور پیش کردیں۔ کیونکہ ۱۶۔ جنوری ۱۹۳۵ء یا اس کے بعد کوئی وعدہ نہ لیا جائے گا۔ بسوائے اس کے کہ کوئی صاحب یہ حلفیہ بیان دیں۔ کہ انہیں چندہ تحریک جدید کی اطلاع نہیں ہوئی۔ ۱۶۔ جنوری یا اس کے بعد ایسی رقم بھی وصول نہ کی جائے گی جس کا وعدہ ۱۵۔ جنوری ۱۹۳۵ء تک نہ کیا جاچکا ہو:۔

(۵) بعض احباب کا خیال ہے۔ کہ موعودہ رقم بھی ۱۶ جنوری ۱۹۳۵ء کے بعد وصول نہ کی جائے گی۔ لیکن یہ غلط ہے۔ جن احباب کے وعدے ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء تک آجائیں گے۔ ان کی رقوم ۱۶۔ جنوری ۱۹۳۵ء یا اس کے بعد وصول کی جائیں گی۔ بلکہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے غرباء کے لئے اجازت فرمائی ہے۔ کہ وہ ۱۲۔ ماہ کے اندر موعودہ رقم مطابق شرائط داخل فرمائیں۔ اور اسی لئے غرباء کے لئے قرعہ کی تجویز حضور نے منظور فرمائی ہے:۔

(۶) بعض جماعتوں کے کارکنوں نے تحریک جدید کی رقم ارسال کرتے وقت کوپن پر "چندہ خاص" کا لفظ لکھدیا جس سے غلط طور پر رقم خزانہ میں داخل ہوگئی۔ آئندہ کے لئے احباب اس تحریک کے لئے "چندہ خاص" کا لفظ استعمال نہ کریں۔ کیونکہ اس تحریک کا نام تحریک جدید ہے۔ اگر مدات کے نام نہ یاد رہیں۔ تو صرف "چندہ تحریک جدید" کا لفظ لکھ کر بھیج دیں:۔

(۷) "تحریک جدید" کے متعلق دریافت طلب امور اور جملہ خط و کتابت "فنانشل سکرٹری تحریک جدید قادیان" کے پتہ سے ہونی چاہیئے اور تمام روپیہ محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پتہ سے آنا ضروری ہے:۔

خاکسار برکت علی خان فنانشل سکرٹری تحریک جدید۔

تحریک جدید کی تشریح

رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

۱۔ دوست اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ چندہ کی نئی تحریکیں جن کی میزان ساڑھے ستائیس ہزار بنتی ہے اور جن کا مطالبہ گزشتہ خطبات میں جماعت سے کیا گیا ہے۔ وہ صرف پہلے سال کیلئے ہیں

۲۔ یہ تحریکات نئے سرے سے تین سال تک پہلا سال ختم ہونے پر دوبارہ شائع ہوتی رہینگی صرف فرق یہ ہوگا۔ کہ آئندہ دو سالوں میں ساڑھے بائیس ہزار سالانہ کی تحریک کی جائیگی:۔

۳۔ جنہوں نے اس سال چندہ دیا ہے۔ یا اس کا وعدہ کیا ہے۔ وہ مجبور نہیں ہونگے۔ کہ آئندہ سالوں کی تحریکات میں ضرور حصہ لیں۔ یا اتنا ہی حصہ لیں۔ جتنا اس سال لیا ہے۔ بلکہ یہ ان کے اخلاص اور ان کی اس وقت کی مالی حالت پر منحصر ہوگا:۔

۴۔ بہرحال اس وقت جو دوست چندہ لکھوا رہے ہیں۔ یا لکھوائیں گے۔ وہ اسی سال کا چندہ ہوگا۔ نہ کہ تینوں سالوں کا۔ اس لئے جو دوست قسط وار چندہ کی رقم پوری کرنا چاہیں ان کی قسطیں پہلے بارہ ماہ کے اندر ختم ہوجانی چاہئیں۔ اور جو کمیٹ دیں۔ وہ سمجھ لیں۔ کہ انہوں نے پہلے سال کی تحریک کا چندہ دیا ہے۔ نہ کہ تین سالوں کا:۔

مرزا محمود احمد۔ خلیفۃ المسیح

اطلاع وی پی

جن خریداران الفضل کا چندہ ۱۶۔ جنوری تک ختم ہے۔ ان کے نام الفضل نمبر ۷۳ میں چھپ چکے ہیں۔ ان میں سے جن خریداروں نے جلسہ سالانہ پر چندہ جمع نہیں فرمایا ان کے نام ۹۔ جنوری کو الفضل وی پی کیا ہوگا۔ امید ہے۔ وصول فرمالیں گے بصورت واپسی پرچہ تا وصولی قیمت امانت رہے گا۔ منیجر الفضل۔

جلسہ سالانہ پر حفاظت عامہ کا انتظام

جلسہ سالانہ کے ایام میں حفاظت عامہ کا کام ناظم کار خاص کے سپرد تھا۔ اس کام پر بہت سے دوست لگے تھے۔ ان کے افسران خاص لفٹننٹ تاج محمد خاں صاحب صوبہ سرحد اور لفٹننٹ نذر حسین صاحب وسردار کرم داد خان صاحب۔ وسردار حق نواز خان صاحب قادیان اور جمعدار شیر محمد صاحب وعطاء الرحمٰن صاحب و محمد منیر صاحب وقتاً فوقتاً انچارج مختلف کاموں کے ہوتے رہے ہیں۔ شیخ محمود احمد صاحب عرفانی بھی ایک حصہ کام کے انچارج تھے۔ پارٹی افسران میں خاص طور پر قابل ذکر ہوئی قدرت اللہ صاحب ناصر اور سید اسلام صاحب قلب دیان وغلام حیدر صاحب بھیرہ وسراج دین صاحب قادیان اور مولوی غلام نبی صاحب کیمبلپور اور ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم ہیں۔ ہر پارٹی میں زیادہ دس سے لے کر تیس آدمی تھے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۸۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

احراریوں کا گندہ اور اشتعال انگیز لٹریچر
جو جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ پر تقسیم کیا گیا
گورنمنٹ سے ضروری مطالبہ

گزشتہ پرچہ میں بتایا جا چکا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ پر جبکہ ہزارہا احمدی قادیان میں جمع تھے۔ پولیس کی اس جمعیت نے جو غیر معمولی طور پر اب کے قیام امن اور احترام قانون کے لئے آئی تھی۔ احراریوں کو کس طرح ہر قسم کی شرارت۔ اور فتنہ پردازی کے لئے کھلا چھوڑ دیا۔ اب احراریوں کی ایک نہایت ہی اشتعال انگیز شرارت اور اس کے پولیس کے کھلم کھلا جانبدارانہ رویہ کے متعلق کسی قدر تفصیل پیش کی جاتی ہے:۔

احراریوں کا جلسہ اور احمدیہ لٹریچر

احراریوں نے پچھلے دنوں قادیان کے قریب جب اپنا جلسہ کیا۔ اور اس میں جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت ہی دل آزار۔ اور فتنہ انگیز تقریریں کیں۔ تو اس وقت صرف انہوں نے یہ اعلان کر دیا تھا۔ کہ اگر احمدیوں نے اس موقعہ پر کسی قسم کا لٹریچر تقسیم کیا۔ تو اس پر فساد ہو جائے گا۔ جس کی ذمہ واری احمدیوں پر ہو گی۔ بلکہ پولیس نے بھی اپنی طرف سے اس بات کا پورا پورا انتظام کیا۔ کہ کاغذ کا ایک ایسا ورق بھی جس پر کسی احمدی نے کچھ لکھا ہو۔ احراریوں تک نہ پہنچنے پائے۔ گویا احمدیہ لٹریچر کا ایک پرزہ بھی احراریوں کے لئے بم تھا جس سے ان کو پولیس نے محفوظ رکھنا ضروری سمجھا۔ اور اس کے متعلق خاص انتظامات کئے گئے:۔

اس وقت پولیس نے یہ دیکھنا بھی ضروری نہ سمجھا۔ کہ احمدیہ لٹریچر میں کوئی دل آزار اور خلاف تہذیب بات ہے بھی۔ اور جب یہ لٹریچر سارے ہندوستان میں لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کیا جاتا۔ اور حکومت اس کا کوئی ایک فقرہ بھی آج تک خلافِ قانون اور خلاف امن قرار نہیں دے سکی۔ تو احراریوں کے جلسہ میں اس کا تقسیم کرنا کس قانون کے ماتحت بند کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت پولیس کو قیام امن کی یہی صورت نظر آئی۔ کہ احمدیہ لٹریچر کی اشاعت کے متعلق درخواست کرے۔ کہ اسے بکلی روک دیا جائے:۔

جماعت احمدیہ کے جلسہ پر احراریوں کا لٹریچر

لیکن جماعت احمدیہ کے جلسہ پر احراریوں نے جو لٹریچر تقسیم کیا اور جو نہایت ہی گندے۔ ناپاک اور اشتعال انگیز مواد سے پر ہے اس کی نسبت پولیس نے کوئی پابندی عائد کرنی ضروری نہ سمجھی۔ بلکہ معلوم ہوا ہے۔ کہ پولیس نے احراریوں کی حفاظت کے لئے اس جگہ پہرہ لگا رکھا تھا۔ جہاں وہ لٹریچر تقسیم کر رہے تھے۔ احراریوں کا اپنا بیان یہ ہے کہ انہوں نے "بیس ہزار کے قریب مختلف قسم کے پمفلٹ قادیانی مرزائیوں میں تقسیم کئے"۔ اور یہ کہ" ان کے مردوں اور عورتوں نے پہلی دفعہ اسلامی لٹریچر کو شوق سے پڑھا"۔ گویا انہوں نے اپنے گندے اور ناپاک پمفلٹ احمدی مردوں میں ہی تقسیم نہیں کئے۔ بلکہ احمدی خواتین تک بھی پہنچائے۔ ہمارے نزدیک تو بیس ہزار نہیں۔ اگر بیس کروڑ پمفلٹ بھی احراری تقسیم کریں۔ تو بھی کسی احمدی کے نزدیک پرکاہ جتنی وقعت نہیں رکھتے۔ اور صراط مستقیم سے اس کا قدم بال بھر بھی پیچھے نہیں ہٹا سکتے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ پولیس نے جماعت احمدیہ

کس کس رقم سے تحریک جدید میں شمولیت کی جا سکتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے قلم سے

۱۔ چار تحریکات ہیں۔ دو کے لئے سو سو اور دو کے لئے پچاس پچاس کی رقم آسودہ حال لوگوں کے لئے مقرر ہے۔ پس جو شخص کم سے کم حصہ پوری مقدار پر لینا چاہے۔ یا لے سکتا ہو اسے تین سو روپیہ یا اس سے زائد پہلے سال کی تحریک میں چندہ دینا چاہیئے:۔

۲۔ جو شخص اس قدر توفیق نہ رکھتا ہو۔ وہ سو روپیہ کسی ایک مد میں چندہ دے کر باقی مدات میں تھوڑی تھوڑی رقوم دے کر ساری تحریکات کے ثواب میں حصہ لے سکتا ہے:۔

۳۔ تیسرے درجہ پر یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ سو روپیہ سب تحریکات میں دیدے:۔

۴۔ جو لوگ آسودہ حال نہیں۔ یا جن کی موجودہ حالت اچھی نہیں۔ وہ سو سے کم بھی چندہ دے سکتے ہیں۔ یہ لوگ اگر پورا حصہ لینا چاہیں۔ تو یوں لے سکتے ہیں۔ کہ دس دس کی دونوں تحریکات میں بیس بیس اور پانچ پانچ کی دونوں تحریکوں میں دس دس کی رقوم ادا کر دیں۔ یہ ساٹھ روپیہ ہوا۔ اس سے کم توفیق والے دوست ہر تحریک میں دس دس اور پانچ پانچ دے کر تیس روپیہ کی رقم سے اس میں شامل ہو سکتے ہیں:۔

۵۔ جو لوگ سب تحریکوں کے ادنے درجہ میں بھی شامل نہ ہو سکیں۔ وہ تین یا دو یا ایک میں بھی حصہ لے سکتے ہیں یعنے خواہ دونوں دس دس اور دونوں پانچ پانچ والیوں میں سے کوئی سی تین یا دو۔ یا ایک چن کر اس میں شامل ہو جائیں:۔

۶۔ قادیان کے غربا اس طرح بھی کر رہے ہیں۔ کہ اگر اکٹھے دس یا پانچ نہیں دے سکتے تو دس دس، پانچ پانچ مل کر ایک روپیہ ماہوار یا آٹھ آنہ ماہوار ڈال کر ہر ماہ میں قرعہ ڈال لیتے ہیں اور اس کی رقم قرعہ والے کے نام سے جمع کرا دیتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کے لئے بھی اس وقت نام اور رقم لکھوانا ضروری ہے

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح

کے جلسہ پر احراریوں کا اتنی بڑی تعداد میں اپنا لٹریچر احمدیوں میں تقسیم کرنا کیوں گوارا کر لیا۔ اور لٹریچر بھی وُہ جسے کوئی شریف انسان ایک لمحہ کے لئے بھی پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا کیونکہ اس میں کھلم کھلا شرافت انسانیت اور شرم وحیا کی مٹی پلید کی گئی ہے۔

پولیس کے رویہ میں جانبدارانہ تبدیلی

اگر احراریوں کے جلسہ کے موقعہ پر احمدیہ لٹریچر تقسیم کرنا بدامنی اور فساد کا موجب ہو سکتا تھا۔ اور اس کی آڑ میں پولیس احمدیوں سے ان کے ایک جائز اور قانون کے مطابق حق سے باز رہنے کی درخواست کر سکتی تھی۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اس نے احراریوں کے متعلق کم از کم یہی رویہ اختیار نہ کیا۔ جبکہ واقعات اور حالات اس امر کے شاہد ہیں۔ کہ احراریوں نے اب اسی طرح جماعت احمدیہ کے خلاف فتنہ وفساد پھیلانا اپنا مقصد بنا رکھا ہے جس طرح آج سے کچھ عرصہ قبل انہوں نے حکومت کے خلاف بنایا ہوا تھا۔ اور جب حکومت نے ان کی خلاف امن اور خلاف قانون حرکات کی وجہ سے انہیں جیلخانوں میں بھر دیا تھا۔

ایسے لوگوں کو جماعت احمدیہ کے عظیم الشان اجتماع کے موقعہ پر نہایت گندہ اور اشتعال انگیز لٹریچر تقسیم کرنے کی اجازت دینا صاف طور پر ظاہر کرتا ہے۔ کہ پولیس نے اپنے رویہ میں کھلم کھلا جانبدارانہ تبدیلی کر لی۔ اور اس بات کی کوئی پروا نہیں کی کہ اشتعال انگیز اور دل آزار لٹریچر کے نتیجہ میں اگر کوئی جھگڑا اور فساد پیدا ہوا۔ تو اس کی ذمہ واری کس پر عائد ہوگی۔

احراریوں کے گندہ لٹریچر کا نمونہ

اس بات کا اندازہ لگانے کے لئے کہ جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ پر احراریوں نے پولیس کے زیر سایہ جو لٹریچر تقسیم کیا اس میں کس قدر بدزبانی اور بدگوئی۔ اشتعال انگیزی۔ اور فتنہ پردازی سے کام لیا گیا ہے۔ ایک پمفلٹ سے صرف چند فقرات پیش کئے جاتے ہیں۔ اور وُہ بھی اپنی طبیعت پر سخت جبر کر کے کیونکہ ان میں اس قدر گند بکا گیا ہے۔ کہ جسے پڑھ کر غم وغصہ سے ہر احمدی کی آنکھوں میں خون اُتر آنا لازمی امر ہے۔

یہ ٹریکٹ احراریوں کے اس نمائندہ کی طرف سے جو قادیان ہی میں رہتا ہے۔ "کیا میرزا لئے قادیانی عورت تھی یا مرد" کے عنوان سے شائع کیا گیا۔ اس کے صرف ضمنی عنوان پڑھ لینے کافی ہیں جو یہ ہیں۔ (۱) پردے میں نشوونما پانا۔ (۲) حیض کا آنا (۳) اس سے خدا کا بدفعلی کرنا۔ (۴) مرزا کا حاملہ ہونا۔ (۵) دردزہ سے تکلیف پانا جو سراسر عورت کے خواص ہیں۔"

ان کے متعلق نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کر کے بالکل ادھورے۔ اور خود ساختہ اقتباسات پیش کئے گئے ہیں۔ بلکہ ایک مجنون اور مخبوط الحواس شخص کی تحریر کا حوالہ دے کر اس حد سے بڑھی ہوئی بے حیائی اور بے شرمی کا ارتکاب بھی کیا گیا ہے۔ کہ "خدا کا مرزا سے بدفعلی کرنا" اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام اِنْتَ مِنْ مَّائِنَا کے معنی کرتے ہوئے یہ لکھ کر کہ "اے مرزا تجھے میرا مخصوص پانی سیراب کرتا ہے" اپنے لفنگا پن کو انتہا تک پہنچا دیا گیا ہے۔

پولیس کی فرض ناشناسی

اس قسم کے گندے مواد کا احراریوں کی طرف سے پیش ہونا اور ایسے موقعہ پر پیش ہونا جبکہ ہر طبیعت اور ہر مذاق کے ہزارہا لوگ انتہائی اخلاص اور محبت کے ساتھ اپنے مذہبی مرکز میں جمع تھے۔ جنہیں اپنے ہادی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے خلاف ذرا سی بے ادبی بھی گوارا نہ تھی۔ بہت بڑا فتنہ اور خطرناک فساد پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا تھا۔ اور پولیس کا فرض تھا۔ کہ موقعہ کی اہمیت کا صحیح طور پر اندازہ لگا کر۔ لوگوں کی مختلف طبائع کا خیال کر کے۔ اور پھر شرافت وانسانیت کی خاک اڑتی ہوئی دیکھ کر احراریوں کو اس حد تک شرارت میں بڑھ جانے کا موقعہ نہ دیتی۔ لیکن اس نے اس بارے میں ذرہ بھر بھی اپنے فرض کو محسوس نہ کیا۔ بلکہ اپنے جانبدارانہ رویہ سے احراریوں کی حوصلہ افزائی کرتی رہی۔ اور وُہ شرارت میں زیادہ سے زیادہ بڑھتے گئے۔

حضرت امیر المومنین کے ارشاد کی تعمیل

یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ احمدی نہایت اشتعال انگیز واقعات اور بے تاب کر دینے والے حالات میں بھی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی پُر امن رہنے کی تلقین کا پُورا پُورا پابند رہنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور جہاں ہمیں اس بات کا سخت رنج ہے۔ کہ احراریوں نے ہمارے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جو انتہا درجہ کی دل آزادی اور اشتعال انگیزی کا ارتکاب کیا۔ اس کے متعلق پولیس اپنا فرض ادا کرنے سے قطعاً قاصر رہی۔ وہاں ہمیں اس امر سے خوشی۔ اور مسرت بھی ہے۔ کہ ایسے اشتعال انگیز حالات میں وُہ ہزارہا احمدی جو دور دراز سے مرکز سلسلہ میں جمع ہوئے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں چور تھے۔ جو آپ کے متعلق بڑی سے بڑی غیرت رکھتے۔ اور جو آپ کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنا سعادت دارین سمجھتے تھے۔ وُہ محض حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد پر کہ اپنے جذبات پر قابو رکھو۔ اور سب کچھ دیکھتے۔ اور سنتے ہوئے صبر اور تحمل سے کام لو۔ بالکل پُر امن رہے۔ ایسے پُر امن کہ پولیس۔ اور احراریوں کو اس قدر مخالفانہ رویہ رکھنے کے باوجود کوئی معمولی سے معمولی شکایت کرنے کا موقعہ بھی نہیں مل سکا۔

پر امن رہنے کا شاندار مظاہرہ

یہ جماعت احمدیہ کا ایسا شاندار مظاہرہ ہے جس کی نظیر ملنا محال ہے۔ احراریوں کا تو کہنا ہی کیا ہے جنہیں اتنا بھی گوارا نہ تھا۔ کہ کوئی احمدی ان کے کیمپ کے قریب ہی پہنچے دُنیا بھر میں بھی ایسی مثال ملنا محال ہے۔ کہ اپنے مقدس مذہبی مقام میں دُور دراز سے ہزارہا کی تعداد میں لوگ نہایت اخلاص ومحبت کے ساتھ جمع ہوں۔ انہیں وہاں کے ذرہ ذرہ میں خدا تعالےٰ کی قدرت کا جلوہ نظر آتا ہو۔ ان کے سامنے اور ان کے روبرو اس ہستی کے خلاف نہایت ہی ہتک آمیز اشتعال انگیز الزامات لگائے جائیں جسے وُہ خدا کا نبی۔ اور اس کا محبوب سمجھتے۔ اور جس کے لئے اپنا مال اور اپنی جان تک قربان کر دینا سعادت دارین یقین کرتے ہیں۔ اور پھر وُہ صبر اور تحمل دکھائیں۔ کوئی ذرا سی بھی ایسی حرکت نہ کریں جس پر بدترین دُشمن کو بھی شور مچانے کا موقعہ مل سکے۔

حکومت سے مُطالبہ

پُر امن رہنے کا یہ شاندار مظاہرہ اور اپنے امام کی اطاعت کا یہ بے مثال نمونہ جماعت احمدیہ نے ہی پیش کیا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ احراریوں کی طرف سے نہایت ہی خطرناک حالات پیدا کر دینے۔ اور پولیس کے اپنے فرائض سے بالکل غافل رہنے کے باوجود کوئی ناگوار واقعہ رونما نہیں ہوا۔ لیکن اس وجہ سے نہ پولیس اپنے طریق عمل کے متعلق جواب دہی سے بری الذمہ قرار دی جا سکتی ہے۔ اور نہ وہ احراری جنہوں نے احمدیوں کی دل آزاری کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی قانونی مواخذہ سے بچ سکتے ہیں۔ پس پولیس کے رویہ کے متعلق تو سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پولیس کو توجہ کرنی چاہیئے اور اس پمفلٹ کے متعلق جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ اور جس کے صرف چند اقتباسات پیش کئے گئے ہیں۔ حکومت کو چاہیئے کہ اس کے شائع کرنے والے سے قانونی مواخذہ کرے۔ اور اس نہایت ہی اشتعال انگیز ٹریکٹ کی اشاعت کو روک دے۔

احراریوں کی ناکامی ونامرادی

احراریوں کو جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں قدم قدم پر جس طرح ناکامی اور نامرادی کا سامنا ہو رہا ہے۔ اور شریف طبقہ کے مسلمان ان کے شور وشر کو جس نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس کا کسی قدر اندازہ اس سے بھی ہو سکتا ہے کہ احراریوں نے امسال اس بات کے لئے انتہائی زور صرف کیا کہ کوئی غیر احمدی جماعت احمدیہ کے جلسہ پر نہ جائے اس کے لئے جگہ جگہ تقریریں کی گئیں۔ ٹریکٹ شائع کئے گئے۔ اور یہاں تک لکھ دیا گیا۔ کہ "کوئی سمجھدار مسلمان قادیان کا رُخ نہیں کر سکتا" (از ٹریکٹ ہمدردانہ پیغام عازمان قادیان کے نام) لیکن پھر جلسہ پر آنے والے غیر احمدی اصحاب کے متعلق خود

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم کلام

جادلهم بالتی هی احسن کا جلالی وجمالی پہلو

جناب مولوی غلام رسول صاحب کی جلسہ سالانہ کی تقریر کا بقیہ حصہ

جدال احسن کا جلالی پہلو

جدال احسن کا جلالی پہلو بھی اپنے محل اور موقع کی رعایت سے استعمال ہونا غیر مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ جلالی پہلو کے استعمال کی غرض بھی حکمت کے طریق پر من وجہٍ ایصال خیر کے پہلو بہ پہلو دفع شر کے معنوں میں ہی پائی جاتی ہے۔ نہ کسی اور غرض سے جیسے کسی ڈاکٹر کا اپریشن کرنے کے وقت دنبل وغیرہ کو چیرنا پھاڑنا کسی جوش غضب کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ نہ ہی دل آزاری غرض ہوتی ہے۔ بلکہ اس اپریشن کی غرض صرف یہ ہوتی ہے۔ کہ مادہ فاسدہ موذیہ جس سے اندیشہ ہے۔ کہ اس کے زہر سے بدن کا کوئی حصہ یا سارا بدن ہی تباہ نہ ہو جائے۔ اسے دور کر دیا جائے۔ ایسا ہی ایک ظالم انسان جو اپنی پیہم اور متواتر ظالمانہ کارروائیوں سے ملک کے امن کو برباد اور عاجز مخلوق کو دیوانے کتے کی طرح کاٹتا پھرتا۔ اور انہیں برباد کرنے کی فکر میں شب و روز گزارتا ہے۔ اور حکومت کے لئے باعث پریشانی بنا ہوا ہے۔ ایسے ظالم کے لئے جب قانونی سزا کا علم اور سزایافتہ مجرموں کی پھانسی اور قید کا مشاہدہ بھی عبرت کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ تو پھر قصاص کی صورت میں سزا اور قانونی کارروائی ہی اس کے لئے مناسب ہو سکتی ہے۔ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور ایسی حالت میں اسے چھوڑ دینا خدا کی مخلوق پر ظلم کرانا ہے۔ جیسے سانپوں اور بچھوؤں پر رحم کرنا دوسری مخلوق پر ظلم کے مترادف ہے اسی طرح کسی کی بدزبانی کے بالمقابل اگر عفو اور درگذر سے اس کی شرارت اور بھی بڑھتی ہو۔ تو ایسا عفو اور درگذر حکیمانہ طریق پر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عفو اور درگذر تو ایسی طبائع کے لئے ہی مناسب ہو سکتا ہے۔ جو عفو کے نتیجہ میں اپنی اصلاح کرے۔ اور بدی سے باز آجائے اور اگر ایسی صورت نہ ہو۔ تو پھر سزا دینا ہی انسب ہوتا ہے۔ اور جو نرمی سے اصلاح پذیر نہ ہو سکے۔ اس کے لئے سختی ہی مفید ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن کریم نے سختی اور نرمی اور سزا اور عفو دونوں صورتوں کو اپنے اپنے محل پر استعمال کرنے کے لئے حکم دیا۔ چنانچہ فرمایا جزاء سیئۃ سیئۃ مثلها فمن عفا واصلح فاجره علی اللہ۔ یعنی بدی کی سزا اسی قدر ہے جس قدر کہ قانون میں اس کے لئے مقرر کر دی گئی۔ پس جو شخص عفو اور درگذر سے کام لے۔ کہ جس کا نتیجہ اصلاح ہو۔ ایسے مصلحانہ اور حکیمانہ فعل کا اجر اللہ تعالےٰ پر ہے۔ یہ تعلیم نہایت ہی حکمت پر مبنی ہے۔ کہ جزا سزا اور عفو کے لئے مصلحت وقت کو کام میں لایا جائے۔ نہ یہ کہ تورات کی طرح جا و بے جا سختی پر ہی زور دیا جائے۔ نہ یہ کہ انجیل کی طرح موقع اور بے موقع نرمی کو ہی استعمال کیا جائے کہ یہ حکمت اور مصالح حکمیہ کے خلاف ہے۔

پھر قرآن کریم میں یہ بھی حکم ہے۔ کہ ولمن انتصر بعد ظلمه فاولئك ما علیهم من سبیل۔ یعنی جو شخص اپنے مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لے۔ تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں۔ پھر یہ بھی حکم ہے۔ کہ واغلظ علیهم کہ تقاضائے مصلحت و حکمت درشتی کو استعمال کرنا بھی ضروری ہے۔ پھر فرمایا محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم کہ محمد مصطفےٰ جو اللہ کے رسول ہیں۔ اور نیز آپ کے ساتھی وہ شریر کافروں کے مظالم کے بالمقابل مصلحت وقت کے لحاظ سے سخت بھی ہیں۔ اور آپس میں نرم اور ایک دوسرے پر رحم کرنے والے بھی۔ اور انسانوں کے لئے قرآن کریم کی یہ تعلیم خدا تعالےٰ کے اخلاق کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کے فعل سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ جمال کو بھی استعمال کرتا ہے۔ اور جلال کو بھی کام میں لاتا ہے۔ اور جیسا کہ مومنوں اور صالح لوگوں کے لئے ہمیشہ ہی صفات جمالیہ کے بر رحمت اقتضاء کے مطابق وہ رحیم کریم ہمیشہ ہی رحم فرماتا رہتا ہے۔ ایسا ہی شریر اور ظالم طبع کافروں کے لئے قہری اور جلالی نشانوں کے اظہار سے ان کو سزا بھی دیتا رہتا ہے۔ چنانچہ نوح اور ھود اور صالح اور شعیب اور لوط نبی کی قوم کی ہلاکت اسی پر حکمت قہری تجلی کا نتیجہ تھا۔ اور نہ صرف فعل سے ہی اپنا حکیمانہ جلال ظاہر فرماتا ہے۔ بلکہ اپنے قول سے بھی اپنے جلال کی پر حکمت شان کو ظاہر کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں جہاں اس نے اپنے مومن اور صالح بندوں کے حق میں تعریفی کلمات بیان فرمائے ہیں۔ کہ وہ متقی اور صالح اور ابرار اخیار وغیرہ ہیں وہاں شریروں اور برے لوگوں کی نسبت اس نے ایسے الفاظ بھی استعمال کئے ہیں۔ جو حقیقت نفس الامری کے لحاظ سے عین حکمت پر مبنی تھے۔ جن کو دیکھ کر ایک نادان اور احمق اور حقیقت اور حکمت سے بے خبر انسان کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ تو قرآن میں گالیاں بھری ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم بتوں تک کو گالیاں دینے سے منع کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ۔ یعنی جو لوگ خدا کے سوا بتوں کو یا بتوں کے سوا دوسری چیزوں کو خدا کے سوا یا خدا کے ساتھ شریک کر کے پکارتے ہیں۔ انہیں گالیاں مت دو۔ لیکن باوجود اس حکم کے اہل کتاب یعنی قوم یہود کے علماء کو کمثل الحمار فرما کر گدھا قرار دے دیا۔ ان کے صوفیوں کو کمثل الکلب کہکر کتا قرار دیا بعض کو نجعلهم القردة والخنازیر فرما کر سور اور بندر قرار دیا بعض کو شر الدواب اور آنحضرت پر ایمان نہ لانے والوں کو شر البریه کہا۔ کہ جس سے بڑھ کر اور کوئی بھی سخت لفظ نہیں ہو سکتا۔ اور جو اپنی تشریح کے لحاظ سے ان معنوں میں ہے۔ کہ ایسے لوگ جو آنحضرت صلعم کو نہیں مانتے۔ وہ خنزیروں بندروں اور کتوں اور ذریۃ البغایا سے بھی بڑھ کر ہیں۔ اور انہی معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے علماء سوء کی نسبت علماء هم شر من تحت ادیم السماء کا فقرہ فرمایا۔ کہ وہ اس تمام مخلوق سے جو آسمان کے نیچے ہے بدتر ہوں گے۔ اور اس کی تشریح کے رو سے بھی ایسے علماء سوء خنزیروں بندروں شیطانوں اور دجالوں اور ذریۃ البغایا وغیرہ سے بھی بدتر ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ یہ سب چیزیں آسمان کے نیچے ہی پائی جاتی ہیں۔ پس ایسے الفاظ گو سخت معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اسی لحاظ سے کہ ایسے الفاظ خدا اور اس کے برگزیدہ نبیوں کے کلام میں پائے جاتے ہیں۔ کوئی بھی دانا اور متقی انسان نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ گالیاں ہیں۔ کیونکہ یہ عدالت الٰہیہ کے فیصلہ کے ماتحت مجرموں کے حق میں الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو دراصل گالیاں نہیں۔ بلکہ عدالت کا فیصلہ ہے۔ اور فیصلہ سے کسی چور کا چور اور بدکار کا بدکار قرار پانا ایک حقیقت ہے۔ نہ غلط الزام ؎

پشاور کا ایک واقعہ

پشاور میں ایک دن میرے پاس کئی علماء اور معززین اہل علم احمدیہ مسجد میں جہاں میں قیام پذیر تھا آئے۔ اور کہنے لگے ایک بات کے لئے آئے ہیں۔ آپ سے اس کا جواب چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا فرمایئے وہ کیا بات ہے۔ کہنے لگے ہم یہ اس بات کا جواب چاہتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے بزرگوں کو گالیاں بہت دی ہیں۔ میں نے کہا کس بزرگ کو۔ کہنے لگے علماء اسلام کو میں نے کہا کیا گالی دی ہے۔ کہنے لگے ذریۃ البغایا کہا ہے۔ میں نے کہا اسلام کے بہت سے فرقے ہیں ایک ناجی فرقہ ہے۔ باقی آنحضرت کے فرمان کے مطابق سب ناری ہیں۔ آپ کے نزدیک جو ناجی فرقہ

اس کے علماء تو مستثنےٰ ہیں۔ باقی ناری فرقوں کے علماء کی نسبت خود آنحضرت نے علماء ھم شر من تحت ادیم السماء فرمایا ہے۔ کہ وہ ذریۃ البغایا سے بھی بدتر ہوں گے۔ اور ایسے علماء کے متعلق اس حدیث کے رو سے آپ کی طرف سے بھی یہی الفاظ پیش ہو سکتے ہیں۔ پس یہ گالی کیونکر ہوئی۔ ضرورت اور مصلحت کے وقت کانے اور اندھے کو کانا اور اندھا کہنا گالی نہیں ہو سکتا۔ نہ ہی کتے اور گدھے کو کتا اور گدھا کہنا گالی ہو سکتا ہے۔ پس جب ذریۃ البغایا سے آنحضرت کی امت کے بہتر فرقے ناری نہیں ہو سکتے تو جن علماء سوء کی وجہ سے وہ ناری ہوئے ہیں۔ کیا وہ ذریۃ البغایا سے بھی بدتر نہیں ہیں۔ پھر حضرت صاحب نے جہاں لفظ ذریۃ البغایا کا استعمال فرمایا ہے۔ وہاں سب کے سب مسلمانوں کو الگ کر کے انہیں مستثنےٰ قرار دیا ہے۔ اور ذریۃ البغایا کو مسلمانوں سے مستثنےٰ کے طور پر الگ کر کے ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ الا ذریۃ البغایا کے فقرہ سے ظاہر ہے۔ پس آپ لوگوں کا علماء اسلام کو ذریۃ البغایا قرار دینا یہ آپ لوگوں کی طرف سے ہے نہ کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف سے۔ پھر کہنے لگے۔ کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ کی دادیوں اور نانیوں کو زانیہ لکھا ہے۔ میں نے کہا یہ بات تو اس وقت آپ کہہ رہے ہیں۔ کہنے لگے ہم تو مرزا صاحب کے حوالہ کی بناء پر کہہ رہے ہیں۔ میں نے کہا کیا حوالہ پیش کرنے سے انسان الزام سے بری ٹھہرتا ہے۔ کہنے لگے بے شک بری ٹھہرتا ہے۔ میں نے کہا کیا کوئی شخص ایسا بھی ہے جو حوالہ پیش کرنے پر بھی آپ کے نزدیک بری نہ ٹھہر سکے۔ اور اس کلیہ سے مستثنیٰ ہو۔ کہنے لگے ہرگز نہیں۔ میں نے کہا پھر حضرت مرزا صاحب کو آپ لوگ کیوں مستثنیٰ ٹھہراتے ہیں۔ انہوں نے بھی تو جو کچھ لکھا ہے کتاب پیدائش وغیرہ کے حوالجات کی رو سے لکھا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب ست بچن کے صفحہ ۱۶۵ پر حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "عجیب تر یہ کہ کفارہ یسوع کی دادیوں اور نانیوں کو بھی بدکاری سے نہ بچا سکا۔ حالانکہ ان کی بدکاریوں سے یسوع کے گوہر فطرت پر داغ لگتا تھا۔ اور دادیاں نانیاں صرف ایک دو نہیں بلکہ تین ہیں۔ چنانچہ یسوع کی ایک بزرگ نانی جو ایک طور سے دادی بھی ہے۔ یعنی راحاب کسبی تھی۔ یعنی کنجری تھی۔ (دیکھو باب ۲۔ کتاب یشوع) اور دوسری نانی جو ایک طور سے دادی بھی تھی۔ اس کا نام تمر ہے۔ یہ خانگی بدکار عورتوں کی طرح حرام کار تھی (دیکھو پیدائش ب ۳۸ آیت ۱۶ تا ۳۰) اور ایک نانی یسوع صاحب کی جو ایک رشتہ سے دادی بھی تھی۔ بنت سبع کے نام سے موسوم ہے۔ یہ وہی پاک دامن تھی۔ جس نے داؤد کے ساتھ زنا کیا تھا۔ (دیکھو ۲ سموئیل ۱۱ تا ۱۱ آیت) ایسا ہی متی کی شرح خزینۃ الاسرار کے صفحہ ۳ پر بالصراحت اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ اگرچہ خداوند یسوع کی بعض دادیاں نانیاں سلسلہ خاندان میں ان عیوب سے داغدار تھیں۔ لیکن خداوند کو ان باتوں سے کیا تعلق۔ خداوند کی ذات ان باتوں سے بالا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب ترغیب المومنین کے صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں۔ ھٰذا ما کتبنا من الاناجیل علی سبیل الالزام وانا نکرم المسیح ونعلم انہ کان تقیا ومن الانبیاء الکرام۔ یعنی یہ باتیں جو یسوع کی نسبت لکھی گئی ہیں۔ بطور الزامی جواب کے انجیل وغیرہ کے حوالوں کی بناء پر لکھی ہیں۔ ورنہ ہم جانتے ہیں۔ اور ہمارا یقین ہے۔ کہ حضرت مسیح متقی تھے۔ اور خدا کے برگزیدہ نبیوں سے تھے۔

الزامی جوابات آداب مناظرہ سے ہیں

الزامی جوابات کو مناظرات میں پیش کرنا آداب مناظرہ اور شیوہ علماء مناظرین سے ہے۔ چنانچہ مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی اور مولوی آل حسن مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند وغیرہ نے اس طرح کے الزامی جوابات عیسائیوں کے ساتھ مناظرات میں استعمال کئے ہیں۔ اور خود مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنے اخبار اہلحدیث مجریہ ۲۹ نومبر ۱۹۲۹ء کے صفحہ پر لکھتے ہیں۔ "عیسائی مبلغین خواہ کتنا ہی زور ایڑی سے چوٹی تک مسیح کی معصومیت ثابت کرنے میں کیوں نہ لگائیں۔ ہرگز مریم اور اس کا لڑکا مسیح اس آلائش سے محفوظ نہیں رہ سکتے"۔ اب کیا حضرت مسیح بقول مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری غیر معصوم تھے۔ فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔ میرے اس طرح کے جوابات کو سنکر مولوی صاحبان بالکل خاموش رہ کر آخر اٹھ کر چلے گئے۔

درشت کلامی کے متعلق حضرت مسیح موعود کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس طرح کی درشتی اور سخت کلامی کی نسبت جبکہ آپ کو الزام دیا جاتا ہے۔ اپنی کتاب ازالہ اوہام کے شروع کے صفحات میں ہی اس طرح سے تحریر فرماتے ہیں۔

"پہلی نکتہ چینی اس عاجز کی نسبت یہ کی گئی ہے۔ کہ اپنی تالیفات میں مخالفین کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جن سے مشتعل ہو کر مخالفین نے اللہ جل شانہ اور اس کے رسول کریم کی بے ادبی کی۔ اور پر دشنام تالیفات شائع کر دیں۔ قرآن شریف میں صریح حکم وارد ہے۔ کہ مخالفین کے معبودوں کو سب و شتم سے یاد مت کرو۔ تا وہ بھی بے سمجھی اور کینہ سے خدا تعالےٰ کی نسبت سب و شتم کے ساتھ زبان نہ کھولیں۔ لیکن اس جگہ پر برخلاف طریق ماموریہ کے سب و شتم سے کام لیا گیا ہے۔ اما الجواب۔ پس واضح ہو۔ کہ اس نکتہ چینی میں معترض صاحب نے وہ الفاظ بیان نہیں فرمائے جو اس عاجز نے بزعم ان کے اپنی تالیفات میں استعمال کئے ہیں۔ اور درحقیقت سب و شتم میں داخل ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے۔ بڑے دھوکہ کی بات یہ ہے۔ کہ اکثر لوگ دشنام دہی اور بیان واقعہ کو ایک ہی صورت میں سمجھ لیتے ہیں۔ اور ان دونوں مختلف مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے۔ بلکہ ایسی ہر ایک بات کو جو دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو۔ اور اپنے محل پر چسپاں ہو محض اس کی کسی قدر مرارت کی وجہ سے جو حق گوئی کے لازم حال ہوا کرتی ہے۔ دشنام دہی تصور کر لیتے ہیں۔ حالانکہ دشنام اور سب اور شتم فقط اس مفہوم کا نام ہے۔ جو خلاف واقعہ اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جائے۔ اگر ہر ایک سخت اور آزاردہ تقریر کو محض بوجہ اس کی مرارت اور تلخی اور ایذا رسانی کے دشنام کے مفہوم میں داخل کر سکتے ہیں۔ تو پھر اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پر ہے۔ کیونکہ جو کچھ بتوں کی ذلت اور بت پرستوں کی حقارت اور ان کے بارہ میں لعنت ملامت کے سخت الفاظ قرآن شریف میں استعمال کئے گئے ہیں۔ یہ ہرگز ایسے نہیں جن کے سننے سے بت پرستوں کے دل خوش ہوتے ہوں .... کیا قرآن شریف میں کفار کو شر البریہ قرار دینا اور تمام رذیل اور پلید مخلوقات سے انہیں بدتر ظاہر کرنا یہ معترض کے خیال کی رو سے دشنام دہی میں داخل نہیں ہوگا۔ کیا قرآن شریف میں واغلظ علیھم نہیں فرمایا۔ کیا مومنوں کی علامات میں اشداء علی الکفار نہیں رکھا گیا۔ کیا حضرت مسیح کا یہودیوں کے معزز فقیہوں اور فریسیوں کو سور اور کتے کے نام سے پکارنا اور گلیل کے عالی مرتبہ فرمانروا ہیرودیس کا لومڑی نام رکھنا اور معزز سردار کاہنوں اور فقیہوں کو کنجریوں کے ساتھ مثال دینا اور یہودیوں کے بزرگ مقتداؤں کو جو قیصری گورنمنٹ میں اعلےٰ درجہ کے عزت دار اور قیصری درباروں میں کرسی نشین تھے۔ ان کو کریہ اور نہایت دل آزار اور خلاف تہذیب لفظوں سے یاد کرنا کہ تم حرامزادے ہو۔ حرامکار ہو۔ شریر ہو بدذات ہو بے ایمان ہو احمق ہو ریاکار ہو شیطان ہو جہنمی ہو تم سانپ ہو سانپوں کے بچے ہو۔ کیا یہ سب الفاظ معترض کی رائے کے موافق فاش اور گندی گالیاں نہیں ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ معترض کا اعتراض نہ صرف مجھ پر اور میری کتابوں پر بلکہ درحقیقت معترض نے خدا تعالےٰ کی ساری کتابوں اور سارے رسولوں پر نہایت درجہ کے جلے سڑے دل کے ساتھ حملہ کیا ہے۔ اور یہ حملہ انجیل پر سب سے زیادہ ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح کی سخت بیانی تمام نبیوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ اور انجیل سے ثابت ہے۔ کہ اس سخت کلامی کی وجہ سے کئی مرتبہ یہودیوں نے حضرت مسیح کے مارنے کے لئے پتھر اٹھائے۔ اور سردار کاہن کی بے ادبی سے حضرت مسیح نے اپنے مونہہ پر طمانچے بھی کھائے"۔ صفحہ ۸

جدال احسن کے جلالی پہلو کی مثال

جیسا کہ اوپر بھی بیان کیا گیا ہے مصلحانہ شان کے ماتحت

کسی کامل انسان کا حکیمانہ رنگ میں سختی اور درشتی کو استعمال کرنا بھی نہایت ضروری ہوتا ہے۔ جیسے کسی ڈاکٹر کا عین ضرورت کے وقت کسی دنبل وغیرہ کا اپریشن کے ذریعہ چیرنا پھاڑنا عین حکمت ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی حکمت کے ماتحت اپنی تحریروں میں اس طرح کے نمونے محل اور موقع کی رعایت سے پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ آئینۂ کمالاتِ اسلام کے صفحہ ۳۰۷ و ۳۰۸ اور صفحہ ۳۰۹ پر مولوی محمد حسین بٹالوی کے گندے اور جھوٹے الزامات اور ناپاک اتہامات اور سخت بدزبانی کے سلسلہ کے جواب میں فرماتے ہیں:۔

"اے حضرت آپ کو آنے سے کس نے منع کیا تھا۔ یا میری ڈیوڑھی پر دربان تھے۔ جنہوں نے اندر آنے سے روکدیا کیا پہلے اس سے آپ پوچھ پوچھ کر آیا کرتے تھے۔ آپ کے تو والد صاحب بھی بیماری اور تپ کی حالت میں بھی بٹالہ سے افتاں خیزاں میرے پاس آجاتے تھے۔ پھر آپ کو نئی روک کونسی پیش آگئی تھی۔ اور جبکہ آپ اپنے ذاتی بخل اور ذاتی حسد اور شیخ نجدی کے خصائل اور کبر اور نخوت کو کسی حالت میں چھوڑنے والے نہیں تھے۔ تو میں آپ کو اپنے مکان پر بلا کر کیا ہمدردی اور رحمت کرتا۔ ہاں میں نے آپ کے مکان پر بھی جانا خلاف مصلحت سمجھا۔ کیونکہ میں نے آپ کے مزاج میں کبر اور نخوت کا مادہ معلوم کرلیا تھا۔ اور میرے نزدیک یہ قرین مصلحت تھا۔ کہ آپ کو ایک مسہل دیا جائے۔ اور جہاں تک ہوسکے۔ وہ مادہ آپ کے باستیفا نکال دیا جائے۔ سو اب تک تو کچھ تخفیف معلوم نہیں ہوتی۔ خدا جانے کس غضب کا مادہ آپ کے پیٹ میں بھرا ہوا ہے۔ اور اللہ جل شانہ جانتا ہے۔ کہ میں نے آپ کی بدزبانی پر بہت صبر کیا۔ بہت ستایا گیا۔ اور آپ کو روکے گیا۔ اور اب بھی آپ کی بدگوئی اور تکفیر تفسیق پر بہرحال صبر کرتا ہوں۔ لیکن بعض اوقات محض اس نیت سے پیرایۂ درشتی آپ کی بدگوئی کے مقابلہ میں اختیار کرتا ہوں۔ کہ تا وہ مادۂ خبیثہ جو مولویت کے باطل تصور سے آپ کے دل میں جما ہوا ہے۔ اور جن کی طرح آپ کو چمٹا ہوا ہے۔ وہ بکلی نکل جائے۔ . . . . اور ساتھ اس کے یہ بلا لگی ہوئی ہے۔ کہ ناحق کے تکبر اور نخوت نے آپ کو ہلاک ہی کر دیا ہے۔ جب تک آپ کو اپنی اس جہالت پر اطلاع نہ ہو۔ اور دماغ سے غرور کا کیڑا نہ نکلے۔ تب تک آپ نہ کوئی دنیا کی سعادت حاصل کرسکتے ہیں۔ نہ دین کی آپ کا بڑا دوست وہ ہوگا۔ جو اس کوشش میں لگا رہے۔ جو آپ کی جہالتیں اور نخوتیں آپ پر ثابت کرے"۔

جمالِ احسن کے جلالی پہلو کی دوسری مثال

جمالِ احسن کے جلالی پہلو کی دوسری مثال میں مباہلہ کی صورت پیش کی جاتی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مناظرہ کے بعد عیسائیوں اور آریوں کے مقابلہ میں پیش کی چنانچہ جب لالہ مرلی دھر آریہ سے مباحثہ کیا گیا۔ تو اس کے معاً بعد آپ نے دوسری صورت فیصلہ کے لئے مباہلہ کی بھی پیش کردی۔ کہ اگر اس طریق مناظرہ کے بعد بھی آریوں کو اسلام کی صداقت اور ویدک دھرم کی غلط تعلیم کے متعلق کچھ شک ہو۔ تو وہ آپ سے مباہلہ کرلیں۔ تا خدا تعالےٰ کے فیصلہ سے بات پوری صفائی کے ساتھ ظاہر ہو جائے۔ چنانچہ اس کے متعلق آپ حقیقۃ الوحی کے نشان نمبر ۱۳۷ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"واضح ہو کہ میں نے سرمہ چشم آریہ کے خاتمہ میں بعض آریہ صاحبوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا۔ اور لکھا تھا کہ جو تعلیم وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ صحیح نہیں ہے۔ اور جو تکذیب قرآن شریف کی آریہ صاحبان کرتے ہیں۔ اس تکذیب میں وہ کاذب ہیں۔ اگر ان کو دعوے ہے۔ کہ وہ تعلیم جو وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے سچی ہے۔ اور نعوذ باللہ قرآن شریف منجانب اللہ نہیں۔ تو وہ مجھ سے مباہلہ کرلیں۔ اور لکھا گیا تھا۔ کہ سب سے پہلے لالہ مرلیدھر مخاطب ہیں۔ جن سے بمقام ہوشیارپور بحث ہوئی تھی۔ پھر بعد اس کے ہمارے مخاطب لالہ جیونداس سکرٹری آریہ سماج لاہور ہیں۔ اور پھر کوئی دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے گئے ہوں۔ مخاطب کئے جاتے ہیں۔ میری اس تحریر پر پنڈت لیکھرام نے اپنی کتاب خبط احمدیہ میں جو ۱۸۸۸ء میں اس نے شائع کی تھی۔ . . . . . میرے ساتھ مباہلہ کیا"۔ چنانچہ لیکھرام کی مباہلہ والی تحریر کے آخری الفاظ یہ ہیں:۔ "اے پرمیشر ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پاسکتا"۔

اس مباہلہ کا جو نتیجہ خدا تعالےٰ کی عدالت عالیہ سے ظہور میں آیا۔ وہ دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو بروز شنبہ دن کے چار بجے لیکھرام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی اور آپ کے کلام منظوم سے

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ برانِ محمدؐ

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

کے مطابق قتل کیا گیا۔ اور ایسے شخص کے ہاتھ سے کہ جو باوجود حکومت اور آریہ قوم کی بے حد کوششوں کے نہ مل سکا اور فرشتہ کی طرح پردۂ غیب میں ہی مستور رہا۔ اور اگرچہ آریوں نے اپنی بدبختی سے اس الٰہی فیصلہ سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ لیکن لیکھرام کے سرخ خون نے نہایت ہی جلی حروف میں آفاق عالم کے ایک افق سے دوسرے افق تک اسلام اور خدائے اسلام اور پیغمبر اسلام کی حقیقت اور صداقت کی زبردست شہادت کا حق ادا کر دیا۔ اور اس شہادت کو ہر مذہب کے خواندہ اور ناخواندہ لوگوں نے پڑھا۔ اور اب تک اس کا چرچا ہے۔ جسے دنیا بھولی نہیں۔ اور آئندہ بھی امید قوی ہے۔ کہ یہ واقعۂ شہادت صدق بھولنے والا نہیں:۔

جمالِ احسن کے جلالی پہلو کی تیسری مثال

ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی امریکن نے جس نے نبی ہونے کا دعوے کیا۔ اپنے اخبار میں جس کا نام لیوز آف ہیلنگ تھا۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۰۳ء کے پرچہ میں لکھا۔ "اگر میں سچا نبی ہوں تو پھر روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں ہے۔ جو خدا کا نبی ہو"۔ پھر اس نے ۱۴ فروری ۱۹۰۳ء کے پرچہ میں یہ دعا شائع کی۔ "میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ دن جلد آوے کہ اسلام دنیا سے نابود ہو جاوے اے خدا تو ایسا ہی کر اے خدا اسلام کو ہلاک کر دے"۔

اسی طرح ۱۹ دسمبر ۱۹۰۳ء کے پرچہ میں لکھا:۔

"میرا کام یہ ہے کہ میں مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب سے لوگوں کو جمع کروں۔ اور مسیحیوں کو اس شہر اور دوسرے شہروں میں آباد کروں۔ یہاں تک کہ وہ دن آجائے۔ کہ مذہب محمدی دنیا سے مٹایا جائے۔ اے خدا ہمیں وہ وقت دکھا"۔

ڈوئی کی ان باتوں کا جواب علماء اسلام کیا دیتے آخر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دیکھا کہ ڈوئی امریکن اسلام اور محمدی دین کو مٹانے کے لئے پیہم کوششوں میں لگا ہوا ہے۔ تو آپ نے ڈوئی کو ایک چٹھی لکھی۔ کہ وہ آپ سے مباہلہ کے ذریعہ فیصلہ کا اظہار چاہے۔ چنانچہ آپ حقیقۃ الوحی کے تتمہ صفحہ ۷۰ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"جب اس کی شوخی انتہاء تک پہنچی۔ تو میں نے انگریزی میں ایک چٹھی اس کی طرف روانہ کی۔ اور مباہلہ کے لئے اس سے درخواست کی۔ تا خدا تعالےٰ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے۔ اس کو سچے کی زندگی میں ہلاک کرے"۔

اس چٹھی نیز دوسری چٹھیوں کے جواب میں اس نے اپنی اخبار مجریہ ۲۶ ستمبر ۱۹۰۳ء میں یہ شائع کرایا۔

"ہندوستان میں ایک بے وقوف محمدی مسیح ہے۔ جو مجھے بار بار لکھتا ہے۔ کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے۔ اور لوگ مجھے کہتے ہیں۔ کہ تو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا۔ اور کہ تو کیوں اس شخص کا جواب نہیں دیتا۔ مگر کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا۔ اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو میں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا"۔

سیدنا حضرت مسیح محمدی اور مسیح اسلام نے ڈوئی کی

اس تحریر کے جواب میں امریکہ کے اخباروں میں جو کچھ بصورت مباہلہ شائع کرایا۔ وہ ۳۲ اخباروں میں نکلا جن کا نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تتمہ حقیقۃ الوحی کے صد ۲۷ پر دیا ہے اور صد ۲۷ پر آپ نے اس مضمون کو نقل فرمایا ہے جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ مضمون یہ تھا۔ کہ

"اسلام سچا ہے اور عیسائی مذہب کا عقیدہ جھوٹا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وہی مسیح موعود ہوں جو آخری زمانہ میں آنے والا تھا۔ اور نبیوں کے نوشتوں میں اس کا وعدہ تھا اور نیز میں نے اس میں لکھا تھا۔ کہ ڈاکٹر ڈوئی دعویٰ رسول ہونے اور تثلیث کے عقیدہ میں جھوٹا ہے اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرے تو میری زندگی میں ہی بہت سی حسرت اور دکھ کے ساتھ مرے گا اور اگر مباہلہ بھی نہ کرے تب بھی وہ خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔" پھر اس کے بعد لکھتے ہیں۔ کہ "ڈوئی اس پیشگوئی کے بعد (جو تازہ نشان کی پیشگوئی کے عنوان سے شائع کی گئی) اس قدر جلد مرگیا کہ ابھی پندرہ دن ہی اس کی اشاعت پر گذرے تھے کہ ڈوئی کا خاتمہ ہوگیا۔ . . . .

جن پادری صاحبان نے آتھم کے بارے میں شور مچایا تھا اب ان کو ڈوئی کی موت پر ضرور غور کرنی چاہیئے۔" پھر فرماتے ہیں۔ "کہ میرے مباہلہ کا مضمون اس کے مقابل پر امریکہ کے بڑے بڑے نامی اخباروں نے جو روزانہ ہیں شائع کر دیا اور تمام امریکہ اور یورپ میں مشہور کر دیا اور پھر اس عام اشاعت کے بعد جس ہلاکت اور تباہی کی اس کی نسبت پیشگوئی میں خبر دی گئی تھی وہ ایسی صفائی سے پوری ہوئی۔ کہ جس سے بڑھ کر اکمل اور اتم طور پر ظہور میں آنا متصور نہیں ہوسکتا۔ اس کی زندگی کے ہر ایک پہلو پر آفت پڑی اس کا خائن ہونا ثابت ہوا۔ اور وہ شراب کو اپنی تعلیم میں حرام قرار دیتا تھا۔ مگر اس کا شراب خوار ہونا ثابت ہوگیا اور وہ اس اپنے آباد کردہ شہر صیحون سے بڑی حسرت کے ساتھ نکالا گیا۔ جس کو اس نے کئی لاکھ روپیہ خرچ کر کے آباد کیا تھا۔ اور نیز سات کروڑ روپیہ نقد سے جو اس کے قبضہ میں تھا اس کو جواب دیا گیا اور اس کی بیوی اور اس کا بیٹا اس کے دشمن ہوگئے اور اس کے باپ نے اشتہار دیا۔ کہ وہ ولد الزنا ہے۔ پس اس طرح سے وہ قوم میں ولد الزنا ثابت ہوا . . . . اور ہر ایک ذلت اس کو نصیب ہوئی اور آخر کار اس پر فالج گرا اور ایک تختہ کی طرح چند آدمی اس کو اٹھا کر لے جاتے رہے۔ اور پھر بہت غموں کے باعث پاگل ہوگیا اور حواس بجا نہ رہے اور یہ دعویٰ اس کا کہ میری ابھی بڑی عمر ہے اور میں روز بروز جوان ہوتا جاتا ہوں اور لوگ بڈھے ہوتے جاتے ہیں محض فریب ثابت ہوا۔ آخر مارچ ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہی بڑی حسرت اور درد اور دکھ کے ساتھ مر گیا۔ اب ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا معجزہ ہوگا۔ چونکہ میرا اصل کام کسر صلیب ہے سو اس کے مرنے سے ایک بڑا حصہ صلیب کا ٹوٹ گیا۔ کیونکہ وہ تمام دنیا سے اول درجہ پر حامی صلیب تھا جو پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میری دعا سے تمام مسلمان ہلاک ہوجائیں گے۔ اور اسلام نابود ہوجائیگا اور خانہ کعبہ ویران ہوجائے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر اس کو ہلاک کیا میں جانتا ہوں کہ اس کی موت سے پیشگوئی قتل خنزیر والی بڑی صفائی سے پوری ہوگئی۔ کیونکہ ایسے شخص سے زیادہ خطرناک کون ہوسکتا ہے کہ جس نے جھوٹے طور پر پیغمبری کا دعویٰ کیا اور خنزیر کی طرح جھوٹ کی نجاست کھائی اور جیسا کہ وہ خود لکھتا ہے اس کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب ایسے لوگ ہوگئے تھے جو بڑے مالدار تھے۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کا وجود اس کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہ تھا۔ نہ اس کی طرح شہرت ان کی تھی اور نہ اس کی طرح کروڑہا روپیہ کے وہ مالک تھے پس میں قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ وہی خنزیر تھا کہ جس کے قتل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مارا جائے گا۔" "سو الحمد للہ کہ آج نہ صرف میری پیشگوئی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کمال صفائی سے پوری ہوگئی۔"

ایک احمدی بھائی کے دو خواب

الہ آباد سے ایک احمدی بھائی محمد شفیع صاحب متوطن گوجرانوالہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنے حسب ذیل دو خواب لکھے ہیں۔

پہلا خواب:۔ میں اور امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ میر محمد بخش صاحب نیز بعض اور احمدی بیٹھے ہوئے ہیں۔ کہ حکیم محمد الدین صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ بھی ہم میں موجود ہیں۔ خاکسار بجوش محبت میں ان کے ہاتھ پاؤں دبانے لگا۔ اس پر وہ سب سے زیادہ میری طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر نہایت خوش ہے حضرت مریم صدیقہ ہم پر نہایت خوش ہیں۔ حضرت مسیح ہم پر نہایت خوش ہیں۔ پھر ایک قوم کا نام لے کر فرمایا۔ کہ ان کو کیا سمجھتے ہو یہ تو نابود ہوجائیں گے۔ مگر ہر جگہ ہم ہونگے۔

دوسرا خواب:۔ دیکھا کہ ایک ریل گاڑی گول دائرہ کی شکل میں کھڑی ہے۔ جس پر تمام احمدی سوار ہیں ان میں کچھ انگریز بھی ہیں۔ ایک انگریز وائسرائے کے عہدہ کے برابر ہے یا شاید وائسرائے ہی ہے جو خاکی یونیفارم پہنے ہوئے ہے۔ اس وقت حضور بالکل سادہ اور سفید لباس پہنے ہوئے زمین پر کھڑے ہیں حضور کے چاروں طرف نہایت خوبصورت سفید رنگ کی گول پلیٹیں پڑی ہیں۔ آپ ایک پلیٹ کو ہاتھ میں پکڑ کر اور ایک چھوٹی سی لکڑی اس پلیٹ کو لگا لگا کر فرما رہے ہیں۔ کہ میں نے اس سے ایسے کام لیا اور ایسے کام لیا۔ حضور کی آواز نہایت پر شوکت ہے اس لب و لہجہ کی آواز میں نے حضور کی پہلے نہیں سنی نہایت ہی مؤثر اور فاتحانہ آواز ہے۔ یہ الفاظ حضور اس بڑے انگریز افسر کی طرف مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں۔ دوران تقریر میں ایک احمدی نے ریل کے اندر ہی گراموفون بجانا شروع کر دیا۔ جس وقت ریکارڈ بجنا شروع ہوا۔ تو حضور نے اس انگریز سے کہا دیکھا یہ ریکارڈ اس وقت تک کے میرے کارناموں سے بھرا ہوا ہے۔ انگریز افسر پر ایک سکتہ کا عالم طاری ہے۔ وہ زبان سے تو کچھ نہیں کہتا مگر حیران ہو کر گاہے گاہے سر ہلا دیتا ہے۔ حضور کی تقریر سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ نہایت ہی دشوار گذار گھاٹیاں عبور کر کے حضور آئے ہیں۔ حضور کے گلے میں کوٹ واسکٹ نہیں۔ صرف سفید کرتہ سفید عمامہ اور سفید پاجامہ ہے اتنے میں احمدی اصحاب گاڑی سے اتر کر کہہ رہے ہیں۔ کہ چلو وضو کرو۔ حضرت صاحب نمازیں جمع کرائیں گے۔ پھر میری آنکھ کھل گئی تو دیکھا سحری کا وقت تھا۔ ہاں ایک بات یہ بھی ہے۔ کہ جو پلیٹیں حضور کے ارد گرد پڑی تھیں۔ ان سب کو پکڑ کر حضور علیحدہ علیحدہ کارنامے بیان کرتے رہے آخری پلیٹ اس شکل D کی تھی۔ اس سے تیسرے یا چوتھے دن بعد مکرم ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب ضلع ہوشیارپور کے مجھے خواب میں ملے۔ اور کہنے لگے کہ یہ واقعات ضرور ہو کر رہیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پہلے خواب کی تعبیر میں فرمایا۔

"خواب بہت مبارک ہے۔ حکیم صاحب مرحوم کا انجام بتا کر آپ لوگوں کو بتایا ہے کہ احمدیت میں اخلاص اعلیٰ مقامات پر پہنچاتا ہے۔"

وزیر آباد میں احراریوں کی شرارتیں

جماعت احمدیہ کے خلاف احراریوں کے اشتعال انگیز پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر انکے چیلوں نے احمدیوں کو تکالیف و مصائب کا نشانہ بنانا شروع کر دیا ہے۔ راہ چلتے احمدیوں کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور بلا وجہ زد و کوب کیا جاتا ہے۔ وزیر آباد میں کئی فتنہ پرداز لوگ احمدیوں کو سنا سنا کر گالیاں دیتے اور مسجد میں نماز ادا کرنے

امریکہ میں یوم النبیؐ کے شاندار جلسے

۲۵ نومبر کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس و مطہر سوانح زندگی لوگوں تک پہنچانے کے لئے جلسے منعقد کرنے کی جو تحریک فرمائی تھی اس کے ماتحت نہ صرف ہندوستان میں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی شاندار جلسے کئے گئے۔ جناب صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔ اے بنگالی مبلغ اسلام امریکہ نے امریکہ کے ایک علاقہ میں منعقد شدہ جلسوں کی رپورٹیں ارسال کی ہیں۔ جنہیں درج ذیل کیا جاتا ہے :۔

شکاگو میں جلسہ

شکاگو کا جلسہ خصوصیت سے کامیاب رہا۔ مسجد احمدیہ جس میں جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ حاضرین سے کھچا کھچ بھر گئی۔ شامی۔ ترک۔ ہندوستانی اور امریکن۔ گورے و کالے سب شامل ہوئے۔ جن میں بڑے بڑے بلند مرتبہ لوگ بھی تھے۔ لیکچرار بھی اعلےٰ پایہ کے تھے۔ مقامی پریس میں بھی اس کا ذکر کیا گیا۔ جلسہ سے قبل اعلان کرتے ہوئے ایک اخبار نے لکھا کہ مشہور مسلم لیڈر صوفی ایم۔ آر بنگالی ایم۔ اے صدارت کے فرائض سرانجام دینگے سلسلہ احمدیہ کے قیام کی مختصر سی تاریخ دینے کے بعد اس اخبار نے لکھا کہ احمدیت حقیقی اور صحیح اسلام پیش کرتی ہے۔ اس کا مقصد بنی نوع انسان کا ترفع اور دنیا میں امن کا قیام ہے۔ صوفی بنگالی جو جماعت احمدیہ کے امریکہ میں نمائندہ ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کے گریجوایٹ پرجوش سپیکر اعلیٰ درجہ کے اہل قلم اور مسلم سن رائز کے ایڈیٹر ہیں۔ آپ کے اندر زبردست جاذبیت اور کشش ہے۔ جو آپ سے ملنے والے ہر شخص کے دل کو کھینچ لیتی ہے :۔

کنسس سٹی میں جلسہ

ابوالہاشم صاحب نے کنسس سٹی سے جناب صوفی صاحب کو بذریعہ تار اطلاع دی۔ کہ کنسس سٹی مشن نے پرافٹ ڈے نہایت کامیابی سے منایا۔ صبح بھی ایک جلسہ ہوا۔ شام کا جلسہ چھ بجے شام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات پڑھے جانے اور دعا کے بعد ختم ہوا۔ سب بھائی اور بہنیں آپ کو سلام کہتی ہیں۔ اگرچہ یہاں تمام دن بارش ہوتی رہی۔ پھر بھی جلسہ کامیاب ہوا :۔

ڈیٹرائٹ میں جلسہ

بہن شریفہ نے صوفی صاحب کو حسب ذیل تار ارسال کیا۔ ۲۵ نومبر ڈیٹرائٹ مسلم مشن نے پرافٹ ڈے شاندار طور پر منایا :۔

پٹس برگ میں جلسہ

ابوصالح صاحب صوفی صاحب کو بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ ہم نے ۲ ½ بجے یہاں سیرت النبی کا جلسہ کیا۔ تمام لیکچراروں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقریریں کیں۔ شیخ نذیر الٰہی صاحب سپیکروں میں نمایاں تھے۔ مجمع بہت ہو گیا تھا۔

سینٹ لوئیس میں جلسہ

بہن حلیمہ بیگ صاحبہ نے جناب صوفی صاحب کو بذریعہ تار مطلع کیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور سیرت کے متعلق ہمارا جلسہ بہت کامیاب ہوا۔

انڈیانا پولیس میں جلسہ

بہن احمد لاڈن صاحبہ نے جناب صوفی صاحب کو حسب ذیل تار بھیجا۔ ۲۵ نومبر بروز اتوار جلسہ بہت کامیابی سے منایا گیا :۔

حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق لالہ ملاوامل صاحب سے گفتگو

احراریوں کی ایک شرارت کی تردید

جلسہ سالانہ کے موقع پر احراریوں نے جو اشتہارات اور ٹریکٹ شائع کئے۔ ان میں سے ایک میں اسلام کے ایک نہایت ہی زبان دراز اور بدگو مخالف پنڈت لیکھرام کی کتاب "کلیات آریہ مسافر" کا بھی ایک اقتباس غیرت و حمیت کو بالائے طاق رکھ کر محض اس لئے پیش کیا گیا۔ کہ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایک بیان ہے۔ جسے قادیان کے ایک معمر ہندو لالہ ملاوامل صاحب کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

اس وجہ سے ہمارے ایک بھائی کو جو پہلے سے ہی لالہ ملاوامل صاحب سے ملنے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق گفتگو کرنے کا اشتیاق رکھتے تھے۔ اور زیادہ تحریک ہوئی۔ کہ ان کے ساتھ ملاقات کریں۔ چنانچہ ۳۰ دسمبر انہیں ملاقات کر کے جو گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ وہ ہمیں لکھدی ہے۔ اور درج ذیل کی جاتی ہے۔ اس سے دیگر امور کے علاوہ یہ بھی ثابت ہے۔ کہ پنڈت لیکھرام کے "کلیات آریہ مسافر" میں لالہ ملاوامل کی طرف منسوب کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ کسی وقتی اشتعال کے ماتحت لکھا گیا۔ اور اسے قابل افسوس قرار دیا گیا ہے :۔ (ایڈیٹر)

میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں قادیان کے دو ہندو اصحاب کے نام پڑھا کرتا تھا۔ جن کو آپ نے اکثر واقعات میں بطور شاہد پیش فرمایا ہے۔ میرے دل میں اس بات کا بہت شوق تھا۔ کہ کبھی ان کی ملاقات کا موقع ملے۔ تو حضور علیہ السلام کے واقعات زندگی ان کی زبان سے سنوں۔ الحمد للہ ۳۰ دسمبر بذریعہ برادرم قاضی محمد عبداللہ خان صاحب بی۔ اے بی۔ ٹی لالہ ملاوامل صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ وہ اپنی دوکان واقع پرانا بازار قادیان میں تشریف رکھتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس گئے۔ تو نہایت خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ بڑی عزت سے بٹھایا۔ میں نے لالہ صاحب سے عرض کیا۔ کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے یہ غرض ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے حالات آپ کی زبانی سنوں۔ انہوں نے فرمایا بڑی خوشی سے سنئے۔ میں ایک دو باتیں سناتا ہوں۔ جو مجھے بہت اچھی طرح یاد ہیں۔ کہنے لگے۔

میں اور شرمپت رائے چھوٹی عمر میں ہی حضرت مرزا صاحب سے ملنے جایا کرتے تھے۔ چھوٹی مسجد کے ساتھ ایک کمرہ ہے۔ اس میں بیٹھا کرتے تھے۔ مرزا صاحب ہم سے بہت محبت اور شفقت سے پیش آیا کرتے۔ باتیں تو بہت ہیں۔ مگر ان میں سے ایک خاص بات جو میں نے ان میں سب سے زیادہ نمایاں پائی۔ وہ یہ تھی۔ کہ آپ رسول (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات پر شروع سے ہی عاشق تھے۔ اور ان کی ذات پر دل و جان سے فدا تھے۔ اور ان کی محبت میں گھلے جاتے تھے۔ یہ بات آپ کی ذات میں خاص تھی :۔

آپ کی عادت تھی۔ کہ کمرے میں ٹہلتے رہتے۔ ایک طاقچہ میں کاغذ قلم دوات رکھی رہتی تھی۔ ٹہلتے ٹہلتے جب کچھ یاد آجاتا۔ تو ٹھہر کر کاغذ پر نوٹ کر لیا کرتے تھے۔ آپ کی ایک صندوقچی تھی۔ جس پر دانت کا کام ہوا تھا۔ شائد اب بھی گھر میں ہو۔ جب ایک کاغذ لکھا جاتا۔ تو صندوقچی میں ڈال دیتے۔ ہم سے فرمایا کرتے تھے۔ کہ میری متاع اور سرمایہ یہ صندوقچی ہے :۔

ایک دفعہ مجھے خواب آیا۔ میں نے دیکھا کہ قادیان کی ڈھاب میں کئی آدمی جال پھینک پھینک کر مچھلیاں پکڑ رہے ہیں۔ اور ان سب کا انچارج میں ہوں۔ وہ پکڑ پکڑ کر میرے پاس لاتے ہیں۔ ان کے جالوں میں کثرت سے جانور پکڑے آ رہے ہیں۔ وہ بجائے مچھلیوں کے نہایت خوبصورت اور عجیب رنگا رنگ کے جانور ہیں۔ جو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ اور بے شمار جانور پکڑے جا رہے ہیں۔ پھر میں اس بوہڑ کے درخت کی طرف آیا۔ جو قادیان کے شمال کی جانب واقعہ ہے۔ تو کیا دیکھا کہ مرزا صاحب اور شرم پت رائے ایک عجیب قسم کی سواری پر سوار ہیں۔ جس کا قد ہاتھی جیسا ہے۔ اور خوب مزین ہے مگر اس کے پاؤں نہیں ہیں۔ وہ بڑی تیزی سے چل رہی ہے مرزا صاحب آگے بیٹھے ہیں اور شرم پت رائے ان کے پیچھے میں بھی ان کے پیچھے بیٹھ گیا۔ وہ سواری مشرق کی جانب گئی اور میں نے ایک عجیب و غریب نظارہ دیکھا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ دوسرے روز صبح ہی میں مرزا صاحب کے پاس گیا اور ان کو یہ خواب سنایا انہوں نے فرمایا۔ کہ یہ خواب میرے متعلق ہے۔ ابھی انہوں نے کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا۔ وہ منظر جو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اس کا کچھ اب قادیان میں رونما ہو رہا ہے۔ اور میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔

مرزا صاحب شرم پت رائے اور میں صبح و شام کے وقت باہر سیر کو جایا کرتے تھے۔ مرزا صاحب کی وفات پر ہمارے دلوں کو بہت صدمہ پہنچا۔ پھر اسی راستہ سے شرم پت اور میں سیر کو جاتے رہے۔ پھر شرم پت رائے بھی سرگباش ہو گئے۔ اب میں ان کی یاد میں اکیلا اسی راستہ سے سیر کو جاتا ہوں اور ان کی یاد میرے دل میں تازہ رہتی ہے۔ میں بھی تھوڑے عرصہ تک ان سے جا ملونگا۔ مرزا صاحب کی محبت میرے دل میں ہر وقت اپنی جگہ رکھتی ہے۔

دوران گفتگو میں اس عاجز نے لالہ صاحب سے سوال کیا۔ کہ یہ احراریوں کی طرف سے جو اشتہار آپ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اس کی کیا حقیقت ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ مجھے ان کی ایسی حرکات سے سخت اختلاف ہے۔ جب یہ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ مجھے اس سے دکھ ہوتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ کسی زمانہ میں میرا بعض باتیں نہ سمجھنے کی وجہ سے مرزا صاحب سے اختلاف ہو گیا۔ اور اسی ناموافقت کی وجہ سے کوئی ایسی تحریر لکھی گئی۔ جس کا مجھے ازحد افسوس ہے۔ اور یہ لوگ مجھے پوچھے بغیر اس تحریر کو پیش کر رہے ہیں۔ جب بھی کوئی مرزا صاحب کے خلاف بات کہتا ہے۔ تو میرے دل کو دکھ ہوتا ہے۔ ایک روز میں اسی سیر والے رستہ سے سیر کو باہر جا رہا تھا۔ کہ چند آدمی میں نے راستہ میں دیکھے انہوں نے مرزا صاحب کے متعلق ایک نامعقول بات کہی۔ جو میرے سینے میں نشتر کی طرح لگی۔ میں نے ان کو ٹھہرا کر بہت سخت سست کہا۔ اور ان کو اپنی اس حرکت پر نادم ہونا پڑا۔

اس عاجز نے لالہ صاحب سے دریافت کیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ مجھے الہام ہوتے ہیں۔ آیا آپ کے مشاہدہ میں بھی کوئی بات آئی۔

انہوں نے فرمایا۔ لمبی بات ہے۔ مگر ایک بات اس کے متعلق بتاتا ہوں۔ ایک دفعہ مرزا صاحب نے میرے متعلق فرمایا کہ مجھے خدا نے آپ کی بیماری کے متعلق اطلاع دی ہے اور بیماری کے متعلق مفصل فرمایا کہ اس طرح بیمار ہوں گا۔ بیماری کے دوران میں یہ حالت ہوگی اور اس طرح شفا ہوگی۔ بعد میں وہ بات بالکل اسی طرح ہوئی جیسے آپ نے پیشتر بیان فرمائی تھی۔

خاکسار: غلام مرتضیٰ خاں باغبانپورہ (لاہور)

باشندگان موضع پنڈ عزیز کی درخواست ضلع گجرات کے اعلیٰ حکام سے

مورخہ ۱۸ دسمبر زمینداران پنڈ عزیز کا ایک جلسہ بصدارت راجہ فیروز خان صاحب نمبردار منعقد ہوا۔ جس میں ہر طبقہ کے لوگ شامل ہوئے۔ اور مندرجہ ذیل تجاویز باتفاق آرا پاس کی گئیں۔

(۱) ہمارے گاؤں کا راستہ جو نہر اپر جہلم کے پل پر سے گذرتا ہے اور جسے ہم بیس سال سے استعمال کر رہے ہیں۔ ریاست جموں و کشمیر کے محکمہ پرمٹ نے بند کر دیا ہے۔ ہم اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں۔ اور افسران ضلع کو نہایت زور سے اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ فوری کارروائی کریں۔

(۲) ہمارے گاؤں کا ایک شخص جو جہلم سے حسب معمول اس رستہ آ رہا تھا۔ اسے بلا نوٹس گرفتار کر کے جبراً حدود ریاست میں لے جا کر زیر حراست کر لیا گیا۔ اور مقدمہ چلا کر ۶۱ روپے ۴ آنے جرمانہ کر دیا گیا۔ حالانکہ اس بیچارے کی اتنی جائداد بھی نہیں۔ اور نہ اس کا کوئی جرم ہے۔ ہم حکام ضلع کے سامنے پرزور آواز بلند کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ اس واقعہ کی مکمل تحقیقات موقعہ پر کی جائے۔

(۳) چونکہ یہ پٹڑی نہر سیدھی چنگی پرمٹ پر جاتی ہے۔ اس لئے چنگی پر پہنچنے سے پہلے ہی دو فرلانگ پر کسی شخص کو پکڑ لینا خلاف قانون ہے۔ ہم افسران اعلیٰ سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ غیر جانبدارانہ فیصلہ کرایا جائے۔ جس کے لئے موقعہ کا ملاحظہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

(۴) ہم جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گجرات سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ ریاستی محکمہ پرمٹ کے ڈپٹی انسپکٹر صاحب پر انگریزی رعایا کا ایک فرد زبردستی پکڑ کر لے جانے کی وجہ سے مقدمہ چلایا جائے۔ اور سرکاری طور پر اس کی پیروی کی جائے۔ نیز اجازت دی جائے۔ کہ عبدالکریم مذکور منشی گجرات میں اپنے جرمانہ کے خلاف مقدمہ دائر کر سکے۔

(۵) ہم جناب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پولیس گجرات اور سب انسپکٹر صاحب تھانہ سرائے اورنگ آباد کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے اس کام میں موقعہ پر پہنچ کر ہماری مدد کی۔ اور ہمیں حق بجانب خیال کرتے ہوئے اجازت دی۔ کہ ہم اس رستہ پر اپنی گذر بدستور سابق جاری رکھیں۔ اور تسلی دی۔ کہ جلدی ہی تحریری حکم آ جائے گا۔ لیکن ہم جناب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر سے پھر درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ ہماری جلد حق رسی فرمائیں۔

مڈل سکول ڈوڈہ ترقی کر رہا ہے

ریاست جموں کے سرکاری محکموں میں پہلے ہی مسلمان ملازمین سے خال خال ہیں۔ حالانکہ آبادی کے لحاظ سے انہیں سب سے زیادہ عہدوں کے حاصل کرنے کا حق حاصل ہے لیکن جو ہیں۔ ان کو بھی بدنام کرنے اور ملازمت سے ہٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ ڈوڈہ ضلع اودھم پور کے مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر کے خلاف اخبار انکشاف جموں نے کسی حاسد نامہ نگار کی بالکل غلط اطلاع شائع کی ہے۔ ہمیں باوثوق ذرائع سے معلوم ہے۔ کہ سکول موجودہ ہیڈ ماسٹر صاحب کے زیر انتظام بہت ترقی کر رہا ہے۔ اور ہندو مسلمان مطمئن ہیں۔

کشمیر کے غریب مزدور

افواہ ہے۔ کہ کارخانہ ابریشم سری نگر مرمت کرنے کے لئے بالکل بند کر دیا جائے گا۔ جس سے بیچارے مفلس اور مفلوک الحال مزدوروں کی جانوں پر بن آئیگی۔ مرمت کی اول تو ضرورت ہی نہیں۔ اور اگر کسی جگہ کرنی ہو۔ تو کام بند نہیں کرنا چاہیئے

نامہ نگار

12

گوشوارہ آمد و خرچ صدر انجمن احمدیہ قادیان بابت ماہ نومبر

تفصیل آمد

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم آمد
۱	بیت المال	۸۱۲۱/۷/۹
۲	صدقات	۶۱۰/۱۳/۰
۳	مقبرہ بہشتی	۷۲۵۳/۰/۳
۴	تعلیم الاسلام ہائی سکول	۷۵۰/۱۱/۰
۵	مدرسہ احمدیہ	۶۶/۱۲/۰
۶	احمدیہ ہوسٹل	۱۴۶/۰/۰
۷	امور عامہ	۶۴/۰/۰
۸	نور ہسپتال	۲۶۱/۴/۹
۹	ضیافت	۱۲۳۲/۱۳/۶
۱۰	دعوت وتبلیغ	۲۸۲/۵/۹
۱۱	تحقیقت	۴۶۱/۰/۹
	میزان	۱۹۲۵۰/۴/۹
۱۲	بک ڈپو	۹۰/۰/۰
۱۳	طبع واشاعت	۱۵۹۶/۱۱/۶
۱۴	ریویو انگریزی	۴۸/۴/۰
۱۵	بورڈران ہائی	۱۹۲/۱/۹
۱۶	بورڈران احمدیہ	۹۷/۰
۱۷	پراویڈنٹ فنڈ	۱۹۵۱/۱۳/۶
۱۸	جائداد	۳۴۹/۴
	میزان	۲۰۲۵/۲/۹
۱۹	قرضہ	۹۹۰۰/۰
	میزان	۳۳۱۷۶/۰/۶

تفصیل خرچ

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم خرچ
۱	بیت المال	۱۱۴۲/۲/۶
۲	صدقات	۱۵۱۴/۲
۳	مقبرہ بہشتی	۱۰۲۵/۳/۶
۴	تعلیم وتربیت	۱۰۸۳/۷/۶
۵	تعلیم الاسلام ہائی سکول	۲۲۶/۱۳/۶
۶	مدرسہ احمدیہ	۱۸۸/۸
۷	گرلز سکول	۲۰۳/۱
۸	احمدیہ ہوسٹل	۱۰۴۱/۵/۳
۹	امور عامہ	۴۹۱/۳
۱۰	نور ہسپتال	۵۱۸/۰
۱۱	ضیافت	۷۹۱/۲/۳
۱۲	دعوت وتبلیغ	۵۵۶۲/۵/۳
۱۳	تعمیر	۲۱۹/۱۱/۹
۱۴	قضاء	۱۵/۱۵/۶
۱۵	خلافت	۷۰۰/۰/۰
۱۶	پرائیویٹ سکرٹری	۵۱۲/۸/۹
۱۷	نظارت اعلیٰ	۱۴۴۹/۴
۱۸	افتاء	۴/۲/۶
۱۹	محاسب	۵۵۷/۱۵/۳
۲۰	تالیف وتصنیف	۳۷۴/۶/۳
۲۱	جامعہ احمدیہ	۵۹/۷/۶
۲۲	امور خارجہ	۵۸۱/۹/
۲۳	جائداد	۸۲/۱۳/۰
	میزان	۱۸۳۴۶/۱۳/۶
۲۴	طبع واشاعت	۱۵۹۶/۱۰
۲۵	ریویو انگریزی	۳۹۷/۱۳
۲۶	بورڈران ہائی	۳۵۴/۳/۶
۲۷	بورڈران احمدیہ	۹۶/۱۲
۲۸	پراویڈنٹ فنڈ	۳۲۲۵/۰
۲۹	جائیداد	۵۷/۱۳
	میزان	۵۷۲۸/۲/۶
۳۰	واپسی قرضہ	۸۳۳۰/۰
	میزان	۳۲۴۰۵/۱/۰

محاسب صدر انجمن احمدیہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

شہزادہ ویلز کو نئے سال کے خطابات میں لندن سے یکم جنوری کی اطلاع کے مطابق ایمر البحر اور چیف ایر مارشل کے خطابات دیئے گئے ہیں۔ جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کے صدر لارڈ لنلتھگو پریوی کونسلر بنا دیئے گئے ہیں۔

ہر ہٹلر نے نوروز کی تقریب کے سلسلہ میں تمام افواج کو مبارکباد دیتے ہوئے ان کی گزشتہ خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ اور اعلان کیا ہے کہ جرمنی کا صرف ایک ہی منتہائے نظر ہے اور وہ یہ کہ دنیا میں امن قائم ہو۔ اور جرمنی کو مساوی حقوق حاصل ہوں۔

سوویٹ روس کے ایک افسر ایم کیروف کو قتل کرنے کے الزام میں ماسکو سے ۳۱ دسمبر کی اطلاع کے مطابق ۱۴ اشخاص کو اعلیٰ فوجی عدالت نے سزائے قتل کا حکم سنایا تھا جنہیں فوراً گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اور ان کی جائدادیں ضبط کر دی گئیں۔

ریاست بہاولپور میں ۳۱ دسمبر کی اطلاعات کے مطابق نئے سال سے تحصیلداروں کو فوجداری اختیارات تفویض کئے جا رہے ہیں۔ محکمہ انکم ٹیکس کو توڑ دیا گیا ہے۔ اور آئندہ تشخیص انکم ٹیکس کا کام بھی تحصیلداروں ہی کے سپرد ہوگا۔ ہندوؤں میں اس خبر سے اضطراب پیدا ہو رہا ہے۔ اور سٹیٹ ہندو سبھا کا اجلاس طلب کیا گیا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی صورت میں ریاستی ہندو پھر ایجی ٹیشن کریں گے۔

بنارس چھاؤنی الہ آباد سے ۳۱ دسمبر کی اطلاع کے مطابق توڑ دی گئی ہے۔ اور وہاں پر جو رجمنٹ مقیم تھی اُسے آگرہ میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

جرمنی کے وزیر خارجہ نے غیر ملکوں میں تعلیم حاصل کرنے والے ہندوستانی طلبا کی فیڈریشن کے سکرٹری کے ایک خط کے جواب میں اسے لکھا ہے کہ جرمنی میں ہندوستانی طلباء سے ہرگز امتیازی سلوک نہیں کیا جاتا۔ ہم کسی خاص نسل سے منافرت نہیں رکھتے۔ اور ہر ملک سے اقتصادی اور تجارتی تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا مقصد صرف بین الاقوامی شادیوں کی روک تھام ہے۔ کیونکہ اس سے قومی خصوصیات مٹ جاتی ہیں۔

آگرہ سے ۳۱ دسمبر کی ایک خبر مظہر ہے کہ سول ہسپتال کے ایک مریض کو مردہ سمجھ کر ملازمین اسے مرگھٹ اٹھا لے گئے اور چتا پر رکھ کر جب آگ لگانے لگے۔ تو اس نے آنکھیں کھول کر کہا۔ کہ میں تو زندہ ہوں۔ مجھے کیوں جلاتے ہو۔ چنانچہ اسے واپس ہسپتال لایا گیا۔

صوبہ یوپی میں مقام لکھنؤ خواتین کی ایک عدالت قائم کی گئی ہے جس کے سامنے خواتین اور کم سن بچوں کے مقدمات پیش ہوتے ہیں۔ ۳۰ دسمبر کی خبر ہے۔ کہ اس بنچ نے پہلا فیصلہ کیا ہے۔ پولیس نے ایک لڑکے کا چالان اس جرم میں پیش کیا کہ اس نے ایک سبزی فروش کے کیش بکس سے دس روپے چرا لئے ہیں۔ مگر خواتین کے بنچ نے لڑکے کو بری کر دیا۔ اور لکھا کہ بقال کا نہ تو باقاعدہ حساب کتاب ہے اور نہ ہی کیش بکس۔ اس لئے کیا بعید ہے کہ وہ خود ہی بھول گیا ہو۔

ماسکو کے ایک اخبار کا بیان ہے کہ حکومت روس کے حکم سے قریباً ۵ ہزار گرجے آج تک گرائے جا چکے ہیں اور جو عمارتیں باقی ہیں۔ انہیں سینما ہال یا نمائش گھروں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس وقت سارے روس میں ایک بھی پادری نظر نہیں آتا۔

بغداد میں مقیم آریہ سماجیوں نے برطانوی سفارت میں ایک درخواست پیش کر کے اپنی حفاظت کے متعلق التماس کی ہے۔ عراقی اخبارات نے لکھا ہے کہ آریہ سماجی شاہ عراق کی رعایا کی حیثیت سے یہاں رہتے ہیں۔ اور تحفظ کے لئے برطانوی سفارت کے پاس ان کا درخواست دینا اس امر کو واضح کرتا ہے کہ وہ حکومت عراق کے باغی ہیں۔

نواب مظفر خان صاحب تیس سال تک ناموری کے ساتھ مختلف عہدوں پر کام کرنے کے بعد لاہور سے ۲ جنوری کی خبر کے مطابق چار ماہ کی رخصت پر چلے گئے ہیں جس کے بعد آپ ریٹائر ہو جائینگے۔ آپ نے ایک منصف کی حیثیت سے ملازمت شروع کی تھی۔ بعد میں ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات اور مختلف اوقات میں ریفارمز کمشنر کے عہدوں پر بھی کام کرتے رہے۔

محمد صدیق صاحب قصوری کی طرف سے جنہیں پالا شاہ کے قتل کے الزام میں عدالت سشن سے سزائے موت کا حکم ہو چکا ہے۔ میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر نے ۲ جنوری کی اطلاع کے مطابق ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی ہے۔ سماعت غالباً فروری میں ہوگی۔

ملک معظم کی سلور جوبلی مئی میں منعقد ہو رہی ہے۔ لندن سے یکم جنوری کی اطلاع مظہر ہے کہ اس میں شامل ہونے کے لئے ہندوستان کے سات والیان ریاست انگلستان جائیں گے۔ سالگرہ کی تقریبات ۶ مئی سے شروع ہو کر تین ہفتہ تک جاری رہیں گی۔

مسٹر سوبھاش چندر بوس کے متعلق کلکتہ سے یکم جنوری کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ انہیں میڈیکل بورڈ کی سفارش کے مطابق علاج کے لئے دوبارہ یورپ جانے کی اجازت دینے کا حکومت بنگال نے فیصلہ کیا ہے۔

اسمبلی کے آئندہ اجلاس کے متعلق دہلی سے ۲ جنوری کی خبر مظہر ہے کہ ۲۱ جنوری کو منعقد ہوگا۔ اور ۲۹ جنوری کو ۲ بجے بعد دوپہر وائسرائے ہند تقریر کریں گے۔

پنجاب گورنمنٹ گزٹ میں لاہور سے یکم جنوری کی اطلاع کے مطابق اعلان کیا گیا ہے کہ گورنر ان کونسل نے پنجاب کے کارخانہ جات کے لئے مسٹر ڈبلیو۔ ایچ۔ ایل کو چیف انسپکٹر مقرر کیا ہے۔ اس کے علاوہ بعض مقامات کے سب ڈویژنل افسروں اور بعض افسران مال کو بھی ایڈیشنل فیکٹری انسپکٹروں کے اختیارات تفویض کئے گئے ہیں۔

کرنل فشر جو ریاست کپورتھلہ کے چیف منسٹر مقرر ہوئے ہوئے ہیں۔ یکم جنوری کی اطلاع کے مطابق ۲ فروری کو اپنے عہدہ کا چارج لیں گے۔

اٹلی کے ڈکٹیٹر مسولینی نے یکم جنوری کی اطلاع کے مطابق حکم دیا ہے۔ کہ جو شہری استطاعت رکھتے ہوں۔ وہ آئندہ ہوائی حملوں سے محفوظ رہنے کے لئے گیس پروف نقاب خریدیں۔ کارخانہ داروں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ملازموں کے پاس اس قسم کے نقابوں کی موجودگی کے ذمہ وار ہیں۔ نیز حکم دیا گیا ہے۔ کہ اٹلی کا ہر آٹھ سالہ لڑکا فوجی سپاہی متصور ہوگا۔ اور اس عمر میں اسے حکومت کی طرف سے ایک فوجی وردی ملے گی۔ اس کے علاوہ تمام کاشتکار ساہوکار ڈاکٹر معلم غرضیکہ ہر پیشہ کے لوگ ضرورت کے موقعہ پر فوجی خدمات سرانجام دینے پر مجبور ہونگے۔

حکومت حجاز کے متعلق ایک اطلاع مظہر ہے کہ امیر ابن سعود نے اقتصادی ترقی کے لئے امریکہ کی چند فرموں سے چار لاکھ روپیہ قرضہ لیا ہے۔ جو بصورت نقدی ادا نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ ان فرموں کو بعض تجارتی حقوق دیئے جائیں گے۔

شمس العلماء قاضی میر احمد صاحب ساکن اکبر پورہ ضلع پشاور ۲۲ رمضان المبارک کو انتقال کر گئے۔ آپ سنٹرل ٹریننگ کالج میں پروفیسر رہ چکے تھے۔ اور پنجاب یونیورسٹی کے ممتحن بھی تھے۔

ہری جن انڈسٹریل ہوم کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی